Al-Kashaf: Research Journal for Social Sciences (Miscellaneous)
Volume: 03, No: 03. October – December 2023
ISSN: 2790 – 8798; E-ISSN: 2790 – 8801

انسانی معاشی مسائل اور اسلامی تعلیمات: ایک تجزیاتی مطالعہ

Human Economic Issues and Islamic Teachings: An Analytical Study

Dr. Hafiz Muhammad Sarwar[*] Hafiz Muhammad Bilal[**] Muhammad Faizan ul Mustafa [***]
[*]Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Narowal, Pakistan
[**]M.Phil. Research Scholar, Department of Islamic Studies, GC University, Lahore, Pakistan
[***]M.Phil. Research Scholar, Institute of Islamic Studies and Sharia, GC University, Lahore, Pakistan

KEYWORDS

Poverty
Disability
Zakat
Ushar
Kindness
Sacrifice

ABSTRACT

Islam emphasizes the equitable distribution of resources and opportunities, ensuring that every individual can harness their abilities for personal development and societal benefit. It unequivocally prohibits actions that infringe upon the rights of others or involve deception, fostering an environment of integrity and fairness. Furthermore, Islamic teachings inspire and promote virtuous conduct, encouraging individuals to uphold ethical principles in their interactions with others. One of the core principles of Islamic economics is the concept of wealth redistribution to address societal inequalities. Islam recognizes the right of the affluent to contribute to the welfare of society by sharing their resources to alleviate poverty, disability, and incapacity. It condemns exploitative practices that exploit individuals for economic gain, advocating for ethical wealth accumulation that benefits the entire community. Central to Islamic economic teachings is the institution of Zakat, an obligatory form of almsgiving, and *Ushar*, a tax on agricultural produce. These mechanisms ensure the fair distribution of wealth within society, providing a safety net for the less fortunate and promoting social cohesion. By mandating these practices, Islam aims to establish economic justice and alleviate poverty through collective responsibility and mutual support. The principles of brotherhood, love, kindness, and sacrifice are foundational in Islamic economic teachings. These values underscore the importance of compassion and empathy in economic transactions, fostering a sense of solidarity and mutual assistance among members of society. Through adherence to these principles, Islam offers a framework for individuals to lead dignified lives characterized by equitable opportunities and communal welfare. In conclusion, Islamic economic teachings offer a comprehensive solution to addressing mankind's economic challenges. By promoting fairness, integrity, and compassion, Islam provides a blueprint for a just economic system where every individual can thrive while contributing to the betterment of society as a whole.

تعارف

انسان ابتدا ہی سے معاشی عدم استحکام کا شکار رہا ہے اور اپنے گزران، کھانے، پینے کی ضروریات پورا کرنے کے لئے مسلسل تگ و دو کرتا رہا ہے لیکن موجودہ دور میں یہ صورتحال خطرناک حد تک پہنچ چکی ہے اب انسان کے لئے سب سے بڑا مشکل مسئلہ اگر کوئی ہے تو وہ معاشی مسئلہ ہے اور انسان اس کے حل کے لیے حد سے زیادہ سر گرداں ہیں اور یہ صورتحال اتنی پیچیدہ ہے کہ اس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں مختلط ہو کر رہ گئی ہے انسان کبھی دائیں دیکھتا

*Corresponding Author: Muhammad Faizan ul Mustafa
Email Address: faizanulmustafa92@gmail.com

ہے تو کبھی بائیں لیکن مقصود اصلی تک نہیں پہنچ رہا۔انسان کو اس رہنمائی کی اشد ضرورت ہے کہ اسے بتلایا جائے کہ اسلام ان معاشی مسائل کا کیا حل پیش کرتا ہے

اسلام اپنی معاشی تعلیمات کے ذریعے سے کیسے انسان کو استحکام، اطمینان اور سکون فراہم کرتا ہے۔اس وقت دنیا میں دو معاشی نظام بڑی سطح پر انسانیت کا مکمل استیصال کر چکے ہیں ایک مغرب کا سرمایہ دارانہ نظام اور دوسرا مشرق کا اشتراکی نظام جو کہ ہمدردی، رحم دلی اور ایثار جیسی اعلی اقدار سے یکسر خالی مادیت کے دلدادہ ہیں جبکہ دوسری طرف اسلام محنت، تقوی، عدل، احسان، معاونت، اخوت، مساوات اور قناعت، کاروباری ضابطۂ اخلاق کا درس دیتا ہے اسلام امیر کو دولت جمع کرنے سے نہیں روکتا بلکہ اس چیز سے روکتا ہے کہ اسے وظیفۂ حیات ہی نہ بنالیا جائے اور دولت سے حاصل ہونے والے منافع کو مزید دولت کے حصول میں ہی صرف نہ کیا جائے۔بلکہ اسے معاشرے کے غریب و نادار طبقہ کا حق جان کر فقراء کی طرف رد کر دیا جائے تاکہ اعتدال اور توازن کو برقرار رکھ کر انسان کے معاشی مسائل کو حل کیا جاسکے۔اس مقالے میں ہم انسان کے معاشی مسائل کا حل اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بیان کر کے اس پر تجزیہ کریں گے۔

معیشت کا معنٰی و مفہوم

لفظ معاش یا معیشت کے معنی ہیں، سامانِ زیست، کھانے پینے کی وہ تمام چیزیں جن پر زندگی بسر کی جاتی ہے۔

صاحب معجم مقاییس اللغۃ لکھتے ہیں۔

المعیشۃ ،الذی یعیش بہا الانسان من مطعم وشرب وماتکون بہا الحیاۃ وما یعاش بہ (زکریا فارس، ۱۹۷۰ء ج ۴، ص-۱۹۴)

"معیشت سے مراد کھانے پینے کے وہ ذرائع ہیں جن پر زندگی کا دارومدار ہوتا ہے اور جن سے زندگی بسر کی جاتی ہے۔"

معیشت کے اس مختصر اور اجمالی تصور کو بیان کرنے کے بعد ہم انسان کے معاشی مسائل کی اہمیت کو بیان کریں گے۔

معاشی مسائل اور ان کی اہمیت

معاش کا مسئلہ اگرچہ ایک انسان کیلئے مقصودِ حیات نہیں ہے کہ انسان اسی کے حصول اور اسکی بہتری کیلئے ہی زندگی وقف کردے اور تمام تر توانائیاں اسی میں صرف کردے۔تاہم ایک مناسب، معقول اور معیاری زندگی گزارنے کیلئے بنیادی ضروریاتِ زندگی ہر انسان کا حق ہے جس کے بغیر کوئی بھی معاشرہ کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔اور اگر انسان کے معاشی مسائل مثلاً بھوک، افلاس، غربت، بڑھتی ہوئی بے روزگاری، کا سدِّباب اور صحت، مناسب تعلیم کی فراہمی کا بندوبست نہ کیا جائے تو یہ پوری انسانیت کی فلاح و بہبود کو متاثر کر سکتے ہیں کیونکہ ان کا براہ راست اثر لوگوں کے اجتماعی معیارِ زندگی پر پڑتا ہے جیسے کہ ۲۰۰۸ کے مالیاتی بحران یا COVID-۱۹ نے دکھایا ہے کہ عالمی معیشت کس طرح ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہے۔اسی طرح انسان معاشی بدحالی کی وجہ سے مختلف مذموم ذرائع کا انتخاب کرتا ہے جس کی وجہ سے جرائم کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے اور سماجی بدامنی پھیلتی ہے۔جیسا کہ حالیہ معاشی بحران کی وجہ سے چوری، ڈکیتی اور مختلف جرائم کی شرح میں اضافہ رپورٹ ہوا ہے ایک میڈیا رپورٹ میں بتایا گیا کہ مختلف وارداتوں میں ۴۰ فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا، راہزنی کی ۲۳ فیصد سے زیادہ ۲۲۸۲ وارداتیں رپورٹ ہوئیں۔(SAMAA NEWS, n.d.)

جب معاشرہ معاشی پسماندگی کا شکار ہوگا اور غربت عام ہوگی انسان دو وقت کی روٹی کے لئے دربدر ہوں گے تو ملکی سطح پر ترقی اور سالمیت خطرے میں پڑ جائے گی اور اس کے نتیجہ میں خود مختاری بھی ہاتھ سے جاتی رہے گی اور بھوک وافلاس کی وجہ سے لوگ عزتِ نفس کیساتھ ساتھ مذہبی اقدار پر بھی سمجھوتہ کیلئے تیار ہوتے چلے جائیں گے پھر کوئی عالمی مالیاتی ادارہ اپنی مرضی کی جو شرطیں چاہیے منوالے جو ہماری دینی و دنیوی اقدار کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

كاد الفقر ان يكون كفرا (البیہقی، ۲۰۰۰ء ح-۴۱۸۸)

قریب ہے کہ فقر (یعنی معاشی بدحالی) کفر کا سبب بن جائے۔

یہ ارشاد فرما کر آپ ﷺ نے معاشی مسائل کی اہمیت اور اس کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی ہے لہذا معاشی مسائل کا حل انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

معاشی مسائل کے حل کیلئے اسلامی تعلیمات کے مطالعہ کی اہمیت

جب اسلام اپنی تعلیمات کے پسِ منظر میں ایک فلاحی معاشرہ کی ضمانت دیتا ہے تو پھر معاشی مسائل کو حل کرنے کے لیے اسلامی تعلیمات کا مطالعہ بہت ضروری ہے کیونکہ اسلام ایک جامع نصاب فراہم کرتا ہے جس سے معاشی سرگرمیوں کی رہنمائی بہتر انداز میں ہوسکتی ہے اور یہ سماجی بہبود، انصاف اور خوشحالی کو فروغ دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات تمام معاشی معاملات میں اخلاقی اصولوں اور عدل وانصاف کی فراہمی کی اہمیت پر زور دیتی ہیں۔ اس میں کاروباری اور تجارتی معاملات میں ایمانداری، شفافیت اور جوابدہی کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ ماتحتوں کے حقوق اور ماحول کا تحفظ بھی شامل ہے۔ اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کرکے، ماہرینِ معاشیات اس بات کی بصیرت حاصل کر سکتے ہیں کہ سماجی انصاف اور معاشی ترقی کو فروغ دینے کے لیے معاشی نظام کیسے وضع کیے جا سکتے ہیں۔ اسلامی اصول معاشی مسائل پر ایک منفرد نقطۂ نظر فراہم کرتے ہیں اور زیادہ مساوی اور پائیدار معاشی نظام کی ترقی میں اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب کے جامعات میں آج کل اسلامی معاشیات پر بہت زیادہ ریسرچ ہو رہی ہے جس کے نتیجے میں پوری دنیا میں اسلامی بینکاری کو فروغ مل رہا ہے

انسان کے معاشی مسائل (بھوک، افلاس، غربت، نظامِ صحت، نظامِ تعلیم بنیادی ضروریاتِ زندگی) کے حل کیلئے جو ذرائع، وسائل اور طریقے اسلام نے بتائے ہیں اب ان کو سلسلہ وار پیش کیا جاتا ہے۔

محنت و عمل

اولاً تو اسلام معاشرے کے ہر فرد سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے حصول رزق کے لیے محنت و کوشش کرے اور اسے اپنے لیے عار نہ سمجھے بلکہ اپنے لئے عظمت جان کر خودداری سے اپنی روزی خود تلاش کرے۔

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ- (الملک:۱۵)

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو تابع کر دیا تو تم اس کے راستوں میں چلو اور اللہ کی روزی میں سے کھاؤ

اس آیت مبارکہ میں نکلنے کا امر ہے یعنی محنت و عمل کر کے اپنی روزی تلاش کرنے حکم دیا گیا۔ یقیناً محنت و عمل اور جدوجہد سے انسان بنیادی ضروریات زندگی حاصل کر کے اپنے معاشی مسائل کا حل کر سکتا ہے۔ یہی غریبی، ناداری اور بے روزگاری ختم کرنے کا اولین طریقہ ہے۔

اسلامی تعلیمات کے اندر معاشی مسائل کے حل کیلئے محنت و عمل کرنے کے بہت سے فضائل و مناقب موجود ہیں تاکہ معاشرے کے ہر فرد کے اندر معاشی مسائل کے حل کی رغبت پیدا ہو جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَمْسٰی کَالًّا مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ اَمْسٰی مَغْفُوْراً لَہٗ (اللخمی، ۱۹۹۵/۱۴۱۵، ص-۲۵۷)

" جو شخص شام تک اپنے ہاتھوں سے کام کرتے کرتے تھک جائے وہ اس حال میں شام کر رہا ہے کہ بخشا ہوا ہے۔"

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ ، وَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ دَاوُدَعَلَيْهِ السَّلَامُكَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِه

(البخاری، ۲۰۱۱/۱۴۳۲، ح-۱۹۴۸)

"بہترین کھانا وہ ہے جو انسان اپنے ہاتھ سے کما کر کھائے اور اللہ کے نبی داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا کرتے تھے۔"

اور ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ (الطبرانی، ۱۹۹۵/۱۴۱۵، ح-۸۹۳۴)

ترجمہ: "(بیشک اللہ تعالی محنت و عمل کرنے والے کو محبوب رکھتا ہے۔۔"

حتی کہ اسی محنت و عمل کو عبادت کا درجہ عطا فرمایا کہ اپنی معاشی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کیلئے جدوجہد کرنا ایک فرض بھی ہے۔

طَلَبُ كَسْبِ الحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ (البیہقی، ۲۰۰۳/۱۴۲۴، حدیث نمبر ۱۲۰۳۰: ۱۲۸/۴)

ترجمہ: رزق حلال کی تلاش فرض عبادت کے بعد (سب سے بڑا فرئضہ) ہے"

اسلامی تعلیمات کے اندر معاشی مسائل کے حل کیلئے مردوں کیساتھ ساتھ عورتوں کو بھی اس کی عملاً اجازت دی گئی تاکہ عورتیں بھی مردوں کے شانہ بشانہ معاشی جدوجہد کریں۔ اس سلسلہ میں عہد رسالت ﷺ میں خواتین اسلام میں سب سے پہلے امہات المؤمنین اور پھر دیگر صحابیات رضی اللہ عنہن کی سیرت مبارکہ آج کی عورت کیلئے بہترین نمونہ ہے۔

حضرت خدیجہؓ الکبری

سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں آئیں شادی سے قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا تجارت کے پیشے سے منسلک تھیں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا مضاربہ کے طریقے پر تجارت کرتی تھیں۔ (ابن القیم، ۱۹۹۸/۱۴۱۸، ج-۱، ص-۵۴)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا بہت شرف والی اور دولت والی خاتون تھیں۔ آپ کا مال ملک شام جاتا تھا صرف اکیلے آپ کا مال پورے قریش کے برابر ہوتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عقد نکاح سے قبل آپ کا مالِ تجارت لے کر شام جایا کرتے تھے۔ (ابن سعد، ۱۹۵ھ، ج-۸، ص-۳۵)

ازواج مطہرات میں سے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالی عنہا بہت قانع اور فیاض طبع تھیں خود اپنے ہاتھوں سے اپنے لیے معاشی جدوجہد کرتی تھیں چمڑے کی دباغت [1] اور منکوں کے ہار پرونے سے جو آمدنی ہوتی وہ راہ خدا میں خرچ کر دیتی تھیں۔ اسد الغابہ میں مذکور ہے

"حضرت زینب امور دستکاری میں ماہر تھیں" (ابن اثیر، ۲۰۱۲ء، ص-۵، ص-۴۲۲)

صحابیات رضی اللہ تعالی عنہن نے کھیتی باڑی، تجارت اور صنعت و حرفت میں حصہ لیا مدینہ شریف میں عورتوں کا مشغلہ کاشتکاری بھی تھا (ابن اثیر، ۲۰۱۲ء، ص-۵، ص-۴۲۲)

بہر حال اسلامی تعلیمات کے اندر محنت و عمل کی ترغیب کیساتھ ساتھ صدر اول میں مردوں کیساتھ ساتھ عورتوں کا معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینا معاشی مسائل کے حل کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

اسلام کے بتائے ہوئے اس طریقے کے مطابق معاشرے کا ہر فرد خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو مرد ہو یا عورت اسے معاشی مسائل کے حل کے لیے محنت و عمل کرتے ہوئے کسی بھی جائز اور مناسبِ حال خود پیشے کو اختیار کر لینا چاہیے اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ خود کفیل بن کر اپنی اور اپنے گھر والوں کی اچھی کفالت کر سکے گا اسے نہ تو کسی اور فرد سے مانگنے کی ضرورت پیش آئے گی اور نہ ہی ریاست کے آگے ہاتھ پھیلانے کی اور پھر ایک فرد کی معاشی بہتری کا اثر پورے معاشرے پر پڑے گا کیونکہ فرد معاشرے کی اکائی ہے اسی کی بہتری اور خوشحالی سے معاشرے کی خوشحالی اور بہتری وابستہ ہے۔

صلہ رحمی

اب جو لوگ محنت و عمل نہیں کر سکتے جیسے اپاہج، یتیم و مسکین بے سہارا بچے اور بوڑھے۔ تو ان کے متعلق اسلام سب سے پہلے ان کے مالدار عزیز و اقارب کو ان کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی کرتے ہوئے ان کے معاشی مسائل کے حل کے لیے تعلیم دیتا ہے۔

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِؕ-ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ٘-وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الروم: ۳۸)

تو رشتے دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو بھی یہ ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

اور ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى (النحل: ۱۶)

بے شک اللہ تعالی عدل، احسان اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم فرماتا ہے۔

اور نبی اکرم ﷺ نے صلہ رحمی کے متعلق ارشاد فرمایا۔

[1] ۔ **دباغت**: کچی کھال سے چمڑا بنانے کا عمل، اس عمل کرنے والے کو دباغ کہتے ہیں۔ مولوی سید احمد دہلوی، **فرہنگ آصفیہ**، (پاکستان، لاہور، وفاقی وزارت تعلیم، اردو سائنس بورڈ، طبع عکسی بار ششم، ۲۰۱۰ء۔ : ۳۲/۲۔

كَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ (البخاری،۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء،ح-۶۱۳۸)

جو بندہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے صلۂ رحمی کرے

اور ارشاد فرمایا:

" أُمَّكَ وَأَبَاكَ، وَأُخْتَكَ وَأَخَاكَ، وَمَوْلَاكَ الَّذِي يَلِي ذَاكَ، حَقٌّ وَاجِبٌ وَرَحِمٌ مَوْصُولَةٌ " (ابوداؤد ،۱۴۱۴ھ-۱۹۹۴ء،ح-۶۴۷۶۴)

تمہاری ماں تمہارا باپ تمہاری بہن تمہارا بھائی تمہارا خریدا ہوا غلام ان سب کے حقوق تمہارے ذمہ واجب ہیں لہذا یہی تمہاری صلۂ رحمی کے زیادہ حق دار ہیں ان سے صلۂ رحمی کرو۔

اسلام کی ان تعلیمات میں دیگر انسانوں کی نسبت رشتہ داروں کے حقوق کو زیادہ فوقیت اس لیے ہے کہ ان کے ساتھ ایک گہرا رشتہ اور تعلق ہے جو حسنِ سلوک اور صلۂ رحمی کا تقاضہ کرتا ہے اور صلۂ رحمی یہ ہے کہ انسان اپنے کسی عزیز اور قریبی، رشتہ دار کو کسی معذوری، یتیمی، مسکینی، یا بڑھاپے کی وجہ سے معاشی مسائل مثلاً بھوک افلاس بے روزگاری کی حالت میں دیکھے تو اپنا فریضۂ دینی و اخلاقی سمجھ کر صلہ رحمی کرتے ہوئے اس کے معاش کی ذمہ داری اٹھا کر بحسن اخلاق اسے سرانجام دے۔

اسلامی تعلیمات کے اندر معاشی مسائل کے حل کے لیے پہلا طریقہ تھا کہ معاشرے کا ہر فرد اس کے لئے کوشش کرے جد و جہد و عمل کرے لیکن یہ تو تب ہی ہو سکتا ہے کہ کسی کے اندر اس محنت و عمل کی صلاحیت ہو اگر یہ صلاحیت ہی مفقود ہو ئی۔(جیسے اپاہج، یتیم و مسکین بے سہارا بچے، بوڑھے) تو پھر یہ کیوں کر ممکن ہو سکتا ہے؟ تو پھر کیا ایسے لوگوں کو اسی کسمپرسی کی حالت پر چھوڑ دیا جائے گا۔ کہ وہ ایسے ہی نامرادی کی اور بنیادی ضروریات سے محروم رہ کر زندگی بسر کریں۔ نہیں ہر گز نہیں۔ تو اسلام نے ان کے متعلق سب سے پہلے ان کے اپنے خاندانوں کے باثر اور مالدار افراد کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ اپنے خاندان میں پائے جانے والے ایسے افراد کی کفالت کو اپنے لیے فریضہ سمجھتے ہوئے ادا کریں۔

زکوۃ

اسلام نے ہر شخص کو اپنے خاندان کی تمام ضروریات پورا کرنے کے لیے محنت و عمل کرنے کا حکم دیا اور پھر یہ بھی بتایا کہ جو لوگ کسی مجبوری کی وجہ سے عاجز ہوں ایسا نہ کر سکیں تو ان کے صاحبِ ثروت رشتہ داران کی معاشی ضروریات کو پورا کریں اب ظاہر سی بات ہے ہر ایک کے ایسے دولت مند رشتہ دار نہیں بھی ہوتے تو ایسے لاچاروں، ناداروں، یتیموں، بیواؤں عمر رسیدہ لوگوں کا کیا کیا جائے؟ اور پھر کچھ ایسے لوگ بھی ہوں جو محنت و مشقت کرنے کے باوجود روزگار سے محروم رہے ہیں یا محنت و عمل کے بعد بھی اتنا پیسہ نہیں کما سکے جس سے بنیادی ضروریات پوری ہو سکیں تو ایسے لوگوں کا کیا کیا جائے تو اسلام معاشرے کے مالدار لوگوں پر یہ فرض کرتا ہے۔ کہ تم نے اپنی ضروریات زندگی کے حصول اور حقوق کی ادائیگی کے بعد جو زائد از ضرورت مال ہو اس کی ایک مخصوص مقدار ایک مخصوص مدت کے بعد غرباء اور مساکین کو ادا کرنی ہے اسی کا نام زکوۃ ہے اور یہ ان کا حق ہے. اور تمہارا انہیں یہ مال دینا کوئی احسان نہیں بلکہ یہ انہیں کا حق تھا۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔

وَ اَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ (البقرہ:۴۳)

اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو

اور ارشاد فرمایا۔

وَ اَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ‌ؕ وَ مَا تُقَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِكُمۡ مِّنۡ خَيۡرٍ تَجِدُوۡهُ عِنۡدَ اللّٰهِ‌ؕ (البقرہ:۱۱۰)

اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور اپنی جانوں کے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اللہ کے یہاں اسے پاؤ گے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب یمن بھیجا تو فرمایا۔

" ادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ "(بخاری، ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء، ح۔۱۳۹۵)

انہیں اس گواہی کی دعوت دیں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں، پس اگر وہ اطاعت کریں تو انہیں بتائیں کہ بے شک اللہ تعالی نے ان پر ایک دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، پس اگر وہ اطاعت کریں تو انہیں بتائیں کہ بے شک اللہ تعالی نے ان پر ان کے مالوں میں زکوۃ فرض کی ہے جو کہ ان کے مالداروں سے لیکر ان کے فقراء کو دی جائے گی۔

اسلامی تعلیمات میں زکوۃ کو انتہائی اہمیت حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ اسے دینِ اسلام کے بنیادی ارکین، ستونوں میں تیسرا بڑا رکن اور ستون قرار دیا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ اَنْ لاَ اِلٰـهَ اِلاَّ اللهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ، وَاِقَامِ الصَّلاَةِ، وَاِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ "(بخاری، ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء، ح۔۸)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے گواہی دینا اس بات کی کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، اور رمضان کے روزے رکھنا۔

اسلامی تعلیمات کے اندر معاشی مسائل کا سب سے بڑا حل اسلام کا نظامِ زکوۃ ہے معاشرے کی معاشی خوشحالی اور ترقی کے حوالے سے اسلام کے صدر اول کی جو مثالیں دی جاتی ہیں تو ان مبارک ادوار میں معاشرے کی خوشحالی کا بڑا ذریعہ زکوۃ کا منظم نظام تھا اسلام کا نظام زکوۃ معاشی ترقی و خوشحالی کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے کہ اس کے ذریعے سے دولت صرف مالداروں کے ہاتھوں میں منجمد نہیں رہتی بلکہ اس کی مساویانہ تقسیم ہوتی ہے اور دولت پورے معاشرے میں گردش کرتی ہے۔ جبکہ دوسری طرف دنیاوی نظاموں میں معاشی مسائل کا ایسا منظم حل موجود نہیں ہے حکومتیں معاشی مسائل کے حل کے لیے ٹیکسز تو جمع کرتی ہیں لیکن اس میں امیر اور غریب کا امتیاز نہیں ہوتا غریب طبقہ پہلے سے زیادہ پسماندگی کا شکار ہو جاتا ہے معاشی مسائل تو تب حل ہوں گے جب مالدار لوگوں سے مال لے کر غرباء کو دیا جائے۔ تاکہ وہ بھی بنیادی ضروریات زندگی پا کر ایک معقول اور مناسب زندگی بسر کر سکیں تو یہ چیز اسلام کے نظام زکوۃ کے اندر بدرجہ اتم ہے غریب پہلے سے زیادہ غریب نہیں ہوتا اس سے بھوک، افلاس، بے

روزگاری، معاشی مسائل بڑھتے نہیں بلکہ کم ہوتے ہیں کیونکہ اس میں دولت برابر مالداروں سے غریبوں کی طرف لوٹتی رہتی ہے جس سے معاشی استحکام اور تحفظ حاصل ہوتا ہے۔

بیت المال

بیت المال مسلمانوں کے اس مشترکہ مالیاتی ادارے کو کہتے ہیں جس میں ایک اسلامی ریاست مختلف ذرائع مثلاً عشر، خراج، زکوۃ صدقات، ضرائب، خمس، کراء الارض، اور اوقاف وغیرہ سے مال جمع کرتی ہے۔ جس مال پر کسی شخص حتی کہ سربراہِ مملکت کا بھی مالکانہ تصرف اور شخصی حق نہیں ہوتا بلکہ وہ دولت رعایا کی مشترکہ ہوتی ہے جسے ایک ریاست عوام کے مصالح اور منافع میں خرچ کرنے کی پابند ہوتی ہے۔

جیسے بعض اوقات آسمانی اور زمینی آفات مثلاً زلزلہ، سیلاب یا وبائی امراض کی وجہ سے معاشی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو اس کے لئے اسلام کا نظام بیت المال ایک بہترین مددگار ثابت ہوتا ہے اسلامی تعلیمات ناگہانی مشکلات، نقصانات اور مالی خسارے کے نتیجے میں پیش آنے والی مشکلات و مسائل کے حل کیلئے بیت المال کی صورت میں ایک ایسا نظام دیتی ہے۔ جس سے انسان کو کل کی فکر نہیں رہتی کہ اگر اسے کوئی مالی نقصان ہو گیا یا حادثہ کی صورت میں کسی معذوری کا سامنا کرنا پڑ گیا تو اس کی اور اس کے خاندان کی کفالت کون کرے؟ بلکہ اسے اطمینان ہوتا ہے کہ کسی بھی ایسی صورتحال میں قوم کا مشترکہ خزانہ بیت المال اس کا کفیل ہو گا۔

حاصل بحث

اسلام ہر فرد کو اپنی کوششوں اور صلاحیتوں کو کام میں لانے اور ان کے فوائد و ثمرات سے مکمل طور پر نفع اٹھانے کا موقع دیتا ہے اس کی محنت اور کوشش کے پھل کو تحفظ فراہم کرتا ہے اور کسی کو اس میں دست اندازی کی اجازت نہیں دیتا اور کسی اور کی حق تلفی اور کسی سے دھوکہ دہی کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتا ایک طرف وہ اپنی اخلاقی تعلیمات سے انسان کے قلب و ذہن کو پاک کر دیتا ہے اور اس کے اندر اخوت، محبت ایثار و ہمدردی اور تعاون کے جذبات پیدا کرتا ہے اور لوگوں سے حسن سلوک کی ترغیب دلاتا ہے اور دوسری طرف بے کسی ناداری، معذوری اور ناتوانی کو عملی طور پر ختم کرنے کے لئے اہل ثروت کی دولت میں ان کا حق مقرر کرتا ہے اسلام چند ہاتھوں میں ہی دولت کے ارتکاز کو ممنوع قرار دیتا ہے اور پھر مال جمع کرنے کے وہ طریقے جو معاشی طور پر لوگوں کا استیصال کرتے ہیں ان کو حرام قرار دیتا ہے اور پھر زکوۃ، عشر اور دیگر ذرائع سے قوم کے لئے اجتماعی خزانہ بیت المال میں مال جمع کر کے اس کو منصفانہ طریقے سے لوگوں میں تقسیم کرتا ہے چنانچہ اسلام کی معاشی تعلیمات اخوت و محبت احسان و ایثار کے ذریعے انسان کو ایک ایک معقول اور معیاری زندگی گزارنے کے لیے عادلانہ معاشی نظام فراہم کرتی ہیں۔

سفارشات

1. نظام معیشت کی بہتری کیلئے سب سے پہلے مرد و خواتین خصوصاً نوجوانوں کو باہنر بنا کر اپنے ذاتی معاش کیلئے خود دار اور خود کفیل بنایا جائے۔
2. معاشی مسائل کے حل کیلئے ہنرمندی، محنت و عمل کی کوششوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ گداگری کو پیشہ بنانے والوں کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ اور انہیں بھی ہنرمند بنایا جائے۔

3. ترقی کیساتھ ساتھ پیدا ہونے والے جدید ذرائع معاش (جیسے فری لانسنگ، ایمازون، علی باباڈاٹ کام، فائیور، یا اس جیسے دیگر ذرائع کو تلاش کر کے نوجوانوں بالخصوص عورتوں کو اس کے قابل بنایا جائے۔ تاکہ وہ خود کفیل ہوں۔
4. جو لوگ کسی معذوری کی بنا پر محنت و عمل سے قاصر ہیں اور معاشی مسائل کا شکار ہیں جیسے بچے، بوڑھے، نابینا، اپاہج، سب سے پہلے ان کے خاندانوں کے اہل ثروت لوگ صلہ رحمی کرتے ہوئے ان کی کفالت کا ذمہ اٹھائیں۔
5. معاشی مسائل کے حل کے لئے حکومتی سطح پر نظام زکوۃ کے وصول واعطا کی جہتوں کو منظم، شفاف اور مستحکم بنایا جائے تاکہ رعایا کا اعتماد بڑھے، اور حق دار تک اس کا حق پہنچے۔
6. معاشی بدحالی کا شکار غریب ونادار طبقے کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھا کر قرضِ حسنہ کے نام پر سود لینے والے پرائیویٹ اداروں کو بند کیا جائے۔ اور اس حوالے سے بلا سود قرض دینے والے اداروں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔
7. ناگہانی آفات (جیسے سیلاب، زلزلہ) سے پیدا ہونے والے معاشی بحران کو دور کرنے کیلئے اسلام کے نظام بیت المال کو مستحکم اور فعال بنایا جائے۔
8. سود کے ذریعے پیدا ہونے والی دولت کی غیر مساوی صورتحال اور معاشی پسماندگی کے خاتمے کیلئے بینکنگ سیکٹر میں پائے جانے والے مطلق العنان سودی نظام کے خاتمے کیلئے اسلامی اصولوں پر بننے والے نظام بینکاری کو ملک میں مکمل نافذ العمل بنایا جائے۔

حواشی وحوالہ جات

فارس، حسین احمد زکریا۔ (۱۹۷۰). معجم مقاییس اللغۃ. ایران: دار الکتب العلمیہ

Fāris, Ḥusayn Aḥmad Zakariyyā. (1970). Mu‘jam maqāyīs al-lughah. Iran: Dār al-Kutub al-‘Ilmīyah.

البیھقی، امام ابو بکر احمد بن الحسین. (۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء). شعب الایمان. بیروت: دار الکتب العلمیہ

Al-Bayhaqī, Imām Abū Bakr Aḥmad ibn al-Ḥusayn. (1421-ھ 2000). Shu‘ab al-īmān. Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmīyah,

الملک

Al-Mulk

الطبرانی، أبوالقاسم سلیمان بن أحمد اللخمي. (۱۴۱۵ھ-۱۹۹۵ء،). المعجم الأوسط للطبرانی. قاھرہ: دار الحرمین،

Al-Ṭabarānī, Abū al-Qāsim Sulaymān ibn Aḥmad al-Lakhmī. (1415 AH / 1995 CE,). Al-Mu‘jam al-ausat li-al-Ṭabarānī. Cairo: Dār al-Ḥaramayn,

بخاری، محمد بن اسماعیل. (۱۴۳۲ھ-۲۰۱۱ء). الجامع الصحیح. دمشق: دار الرسالۃ العالمیۃ

Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā‘īl. (1432AH / 2011 CE). Al-Jāmi‘ al-ṣaḥīḥ. Damascus: Dār al-Risālah al-‘Alamīyah,

الطبرانی، أبوالقاسم سلیمان بن أحمد اللخمي. (۱۴۱۵ھ–۱۹۹۵ء،). المعجم الأوسط للطبرانی. قاہرہ: دار الحرمین

Al-Ṭabarānī, Abū al-Qāsim Sulaymān ibn Aḥmad al-Lakhmī. (1415 AH / 1995 CE,). Al-Mu‘jam al-ausat li-al-Ṭabarānī. Cairo: Dār al-Ḥaramayn

البیہقی، حافظ الجلیل ابی بکر بن حسن بن علی. (۱۴۲۴ھ–۲۰۰۳ء،). السنن الکبری. لبنان: دار الکتب العلمیة، الطبعة الثالثة

Al-Bayhaqī, Ḥāfiẓ al-Jalīl Abū Bakr ibn Ḥasan ibn ‘Alī. (1424 AH / 2003 CE). Al-Sunan al-kubrā. Lebanon: Dār al-Kutub al-‘Ilmīyah, ۳rd edition

ابن القیم الجوزیہ، شمس الدین محمد بن ابی بکر. (۱۴۱۸ھ–۱۹۹۸ء،). زاد المعاد فی ھدیۃ خیر العباد. لبنان: مؤسسة الرسالة،

Ibn al-Qayyim al-Jawzīyah, Shams al-Dīn Muḥammad ibn Abī Bakr. (1318 AH / 1998 CE). Zād al-ma‘ād fī hadīyat khayr al-‘ibād. Lebanon: Mu’assasah al-Risālah,

ابن سعد، محمد ابن سعد. (۱۳۹۵ھ). الطبقات الکبری. بیروت: دار والنشر،

Ibn Sa‘d, Muḥammad ibn Sa‘d. (Year). Al-ṭabaqāt al-kubrā. Beirut: Dār wa-al-Nashr, 1395AH / ۳۹۱۵ CE

دہلوی، مولوی سید احمد. (۲۰۱۰ء). فرہنگ آصفیہ. پاکستان: وفاقی وزارت تعلیم، اردو سائنس بورڈ، طبع عکسی بار ششم،

Dahlevī, Maulavī Sayyid Aḥmad. (2010) Farhang-i Āṣafīyah. Pakistan: Wafāqī Wizārat-i Ta‘līm, Urdu Science Board,

ابن اثیر، علی بن محمد بن محمد عزالدین. (۲۰۱۲ء). اسد الغابہ فی المعرفہ الصحابہ. بیروت: دار الکتب العلمیۃ،

Ibn Athīr, ‘Alī ibn Muḥammad ibn Muḥammad ‘Izz al-Dīn. (2012). Asad al-ghābah fī ma‘rifat al-ṣaḥābah. Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmīyah,

الروم

Ar-Rum

النحل

An-Nahl

ابوداؤد، سلمان بن اشعث. (۱۴۱۴ھ–۱۹۹۴ء). سنن ابی داؤد. بیروت: دار الفکر

Abū Dāwūd, Sulaymān ibn Ash‘ath. (1414 AH / 1993 CE). Sunan Abī Dāwūd. Beirut: Dār al-Fikr

البقرہ.

Al-Baqarah

SAMAA NEWS. (n.d.). Retrieved from https://www.samaa.tv/newsl/40009218